Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسمیں کوئی شک نہیں کہ عجز کی راہ اختیار کئے بغیر خدا کی لقاء ممکن نہیں

تکبّر، خدا اور انسان کے درمیان مکمل جدائی پیدا کرنے والی برائی ہے

ہر محسن کے احسان پر نظر رکھتے ہوئے اس کیلئے جذبہ تشکر رکھیں اور اس کیلئے دعا کریں

روزنامہ الفضل ربوہ
خطبہ نمبر ۱۴۳
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
جلد ۷۵/۴۰ منگل ۱۱ ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ، ۵ احسان ۱۳۶۹ ہش، ۵ جون ۱۹۹۰ء نمبر ۱۲۶

اپنے نفس کے تکبّر کو توڑیں، اس کی کجیوں کو درست کریں تب تمہیں حقیقی بلندی نصیب ہوگی

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بتاریخ ۶ شہادت ۱۳۶۹ ہش (۶ اپریل ۱۹۹۰ء) بمقام بیت الفضل۔ لندن

یہ خطبہ براہِ راست فرینکفرٹ اور میونخ میں بھی سنا گیا

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا

علامہ اقبال کی ایک نظم

"علامہ اقبال نے ایک دفعہ اپنی ایک نظم میں خدا تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے یہ عرض کیا:

کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

یہ وہی لقاء کا مضمون ہے جو پچھلے دو خطبوں میں مَیں بیان کرتا رہا ہوں۔ لیکن ایک ایسی آنکھ نے لقاء کے مضمون کو دیکھنے کی کوشش کی جو عرفان سے عاری تھی۔ چنانچہ اسی مضمون کو حضرت نواب مبارکہ بیگم نے ایک جوابی نظم میں بیان فرمایا۔ علامہ اقبال نے تو یہ کہا تھا کہ

ع کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں

کیوں نظر نہیں آتی۔ کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں۔ اتنے سجدے مَیں نے تیرے حضور تیری لقاء کی خاطر کئے کہ گویا وہ سجدے آج بھی میری اس جبینِ نیاز میں تڑپ رہے ہیں جو مَیں زمین سے تیرے حضور رگڑتا رہا ہوں۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے جواباً جو نظم لکھی، مَیں اس کے چند شعر آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ انہوں نے لکھا ؎

مجھے دیکھتا جو نہیں ہے تو، یہ تری نظر کا قصور ہے
مجھے دیکھ طالبِ منتظر مجھے دیکھ شکلِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں تری جبینِ نیاز میں
مجھے دیکھ رفعتِ کوہ میں مجھے دیکھ پستیٔ کاہ میں
مجھے دیکھ عجزِ فقیر میں مجھے دیکھ شوکتِ شاہ میں
نہ دکھائی دوں تو یہ فکر کر کہیں فرق ہو نہ نگاہ میں
مجھے دیکھ طالبِ منتظر مجھے دیکھ شکلِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں تری جبینِ نیاز میں
مجھے ڈھونڈ دل کی تڑپ میں تو مجھے دیکھ روئے نگار میں
کبھی بلبلوں کی صدا میں سن کبھی دیکھ گُل کے نکھار میں
میری ایک شان خزاں میں ہے میری ایک شان بہار میں
مجھے دیکھ طالبِ منتظر مجھے دیکھ شکلِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں تری جبینِ نیاز میں
مرا نور شکلِ ہلال میں مرا حسن بدرِ کمال میں
کبھی دیکھ طرزِ جمال میں کبھی دیکھ شانِ جلال میں
رگِ جاں سے ہوں میں قریب تر ترا دل ہے کس کے خیال میں
مجھے دیکھ طالبِ منتظر مجھے دیکھ شکلِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں تری جبینِ نیاز میں

یہ نظارہ جو آپ نے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے کلام میں دیکھا ہے یہ عارفانہ ہونے کے باوجود لقاء کا وہ نظارہ ہے جو ابھی سطح سے تعلق رکھتا ہے۔ آفاقی نظر ہے اس میں گہرائی نہیں ہے۔ ہر سطح سے گویا وہ شیشے کی سطح ہے۔ نظر لوٹ کر واپس آنے کی بجائے خدا کی جانب اٹھتی ہے جیسے بعض دفعہ زاویوں سے شیشے کو دیکھا جائے تو اپنا وجود دکھائی دینے کی بجائے دوسرا مقابل پر اس زاویئے پر کھڑا، اس کو ایک اور وجود دکھائی دیتا ہے۔ لیکن خدا کو دیکھنے کی ایک اور نظر ہے جو خدا کی ذات کے اندرونی مشاہدے سے تعلق رکھتی ہے، اس میں بھی ایک ظاہری نظر ہے یعنی ظاہری تو نہیں کہنا چاہیئے، وہ عرفان کی نظر ہی ہوا کرتی ہے لیکن نسبتاً سطح سے تعلق رکھنے والی۔ جیسا کہ مَیں نے گذشتہ خطبے میں بیان کیا تھا سائنسدانوں نے جو کائنات کا مطالعہ کیا ہے۔ اگر سائنسدان کی نظر سے آفاقی مطالعہ کیا جائے یا اندرون کا، اپنی ذات کا مطالعہ کیا جائے تو ہر مطالعہ خدا تعالیٰ کی طرف لے کر جائے گا، اور انسان یوں لگتا ہے جیسے ایک آئینہ خانے میں چلا گیا ہے۔ آئینہ خانے میں تو ایسا نظارہ ہوتا ہے کہ جدھر دیکھے انسان۔ اُدھر اپنے آپ کو خود ہی دکھائی دیتا ہے۔ یعنی اپنی صورت ہی دکھائی دیتی ہے۔ مگر عرفان کا یہ آئینہ خانہ وہ ہے جس میں ہر طرف خدا دکھائی دینے لگتا ہے۔ لیکن یہ بھی نظارہ جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے، ابھی نسبتاً سطحی ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہ مضمون ہمارے سامنے رکھا...... (سورۃ العنکبوت: آیت ۷۰) وہ لوگ جو میری خاطر جہد کرتے ہیں، کوشش کرتے ہیں، جو میری ذات کی تلاش میں رہتے ہیں...... ہم ہیں جو اپنی راہیں ان کو دکھاتے ہیں۔ پس محض جہد سے جو نظارے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دکھائی دیتے ہیں اسے لقاء نہیں کہا جا سکتا۔ لقاء کے لئے اپنے محبوب کا خود جُھک کر ہاتھ پکڑنا ضروری ہے ورنہ دور کے نظارے تو بعض دفعہ دل کی پیاس بجھانے کی بجائے اور بھڑکا جایا کرتے ہیں۔ پس لقاء سے مراد نظارہ نہیں ہے۔ لقاء سے مراد تعلق ہے۔ پیار اور محبت کا وہ تعلق جو پہلی لقاء جو نظارے کی لقاء ہے اس کے بعد حاصل ہوا کرتا ہے اور اس پہلو سے خدا تعالیٰ کا نظارہ اپنے وجود میں انسان دیکھ بھی سکتا ہے اور نہیں بھی دیکھ سکتا۔ یہ اور طرح کا نظارہ ہے جس کا ذکر میں مختصر کرنے کی کوشش کروں گا مگر نسبتاً تفصیل سے بھی بیان کروں گا۔

جہاں خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ مجھ تک پہنچنے کی بہت سی راہیں ہیں اور پھر بھی مدد کرتا ہوں تم اپنی کوشش سے ان راہوں کے ذریعے مجھ تک نہیں پہنچ سکتے۔ وہاں اپنے ملنے کی ایک راہ بھی بیان فرمائی اور اس کا نام صراطِ مستقیم رکھا۔ چنانچہ جہاں فرمایا۔۔۔۔
ہم اپنی راہوں کی طرف ان کو ہدایت دیتے ہیں۔ وہاں یہ دعا سکھلا دی ۔۔۔۔ کہ اے خدا ہمیں صراط مستقیم کی راہ دکھا۔ صراط مستقیم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔۔۔۔
(سورۃ ھود: آیت ۵۷) کہ اے نبی! اعلان کر دے کہ میرا رب صراط مستقیم پر ہے۔
پس اس مضمون کو سمجھنے کے بعد اھدنا کی دعا کا مفہوم زیادہ وضاحت کے ساتھ سمجھنے کی انسان میں اہلیت پیدا ہو جاتی ہے۔ بہت سے مفسرین نے اس بات پر بحث چھیڑی ہے کہ ۔۔۔۔۔ یہ جو فرمایا گیا کہ ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت دے۔ جب صراطِ مستقیم حاصل ہو گئی تو پھر یہ دعا مانگتے رہنے کا کیا مطلب ہے۔ اور اس کے بہت سے معانی بیان فرمائے گئے ہیں جو درست ہیں۔ اور مختلف زاویوں سے درست ہیں لیکن حقیقی معنی یہ ہے کہ صراط مستقیم خدا کی ذات کا وجود ہے اور خدا کی ذات جس راہ پر کھڑی ہے وہ لامتناہی راہ ہے اور خدا کی ذات میں سفر لامتناہی ہے۔ پس (ہمیں صراط مستقیم عطا کر) کا معنی یہ ہو گا کہ اے خدا! جس راہ کے متعلق تُو نے فرمایا ہے کہ اے نبی اعلان کر کہ ۔۔۔۔۔ میرا رب صراط مستقیم پر کھڑا ہے۔ اس راہ کی ہدایت اس طرح دے کہ ہم ہمیشہ اسی راہ پہ چلتے رہیں۔ اور اسی راہ پہ ہمیشہ تیرے وجود کے اندر آگے بڑھتے رہیں اور تیری ذات سے زیادہ متعارف ہوتے چلے جائیں یہ درحقیقت وہ لقاء ہے جو خدا کی مدد سے ملتی ہے۔ اور ملنے کے بعد پھر جاری رہتی ہے اور یہ مضمون پھر کبھی ختم نہیں ہوتا۔

خدا سے ملنے کی ایک راہ - عجز

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے خدا کے ملنے کی بہت سی راہیں ہیں لیکن ان راہوں کی تفاصیل بیان کرنے کا یہاں وقت نہیں۔ ان میں سے آج کے مضمون کیلئے میں نے ایک راہ اختیار کی ہے اور وہ عجز کی راہ ہے۔

حضرت اقدس (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے اس مضمون پہ اپنے منظوم کلام میں بھی بہت پیارے رنگ میں روشنی ڈالی ہے اور اپنے نثر کے کلام میں بھی بہت ہی پیارے رنگ میں روشنی ڈالی ہے۔ فرماتے ہیں ؎

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضیٔ مولا اسی میں ہے

پھر فرماتے ہیں ؎

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

پس سب سے زیادہ قریب راہ اور آسان بھی اور مشکل بھی عجز کی راہ ہے۔ اپنے آپ کو گرا دینا آسان ہے۔ اس لئے میں نے اسے آسان راہ کہا لیکن جب تکبر کے ڈنڈے کے سہارے انسان کا پھولا ہوا خیمہ کھڑا ہوا ہو تو جب تک وہ ڈنڈے نہ توڑے جائیں اس خیمے کا گرنا آسان نہیں ہوا کرتا۔ اس لئے ایک پہلو سے یہ راہ آسان ہے اور ایک پہلو سے مشکل ہے لیکن جہاں تک خدا کی لقاء کا تعلق ہے اس میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ عجز کے بغیر خدا تعالیٰ کی لقاء ممکن نہیں ہے اور عجز انسان کو مختلف پہلوؤں سے نصیب ہوتا ہے اور اس مضمون پر بھی اگر آپ غور کریں تو آپ حیران ہوں گے کہ بڑے بڑے عاجز بندے بھی جو حقیقتاً عجز کی کئی منازل طے کر چکے ہوتے ہیں بہت سے پہلوؤں سے عجز سے عاری ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے اس مضمون کو بڑا گہرائی سے سمجھنا چاہیئے۔ عجز کیا ہے اور کیسے نصیب ہوتا ہے؟ اور اس کے برعکس تکبر کیا ہے اور تکبر سے بچنے کے کیا طریق ہیں؟ ان کو اگر آپ خوب اچھی طرح سمجھ لیں تو آپ کے لئے خدا تک پہنچنے کی ایک راہ آسان تر ہو جائے گی اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، آسان ہونے کے باوجود پھر بھی جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے اذن نہیں ہو گا اس وقت تک آپ اس راہ میں آگے نہیں بڑھ سکیں گے اور یہ بھی عجز سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ وہ دعا مقبول ہوتی ہے جو عجز کے آخری مقام پہ ہو اور اس دعا کا مقبول ہونا ایک ایسی حقیقت بن جاتا ہے جو سورج سے زیادہ بڑھ کر روشن ہوتی ہے۔ پس سجدے کی دعاؤں کے متعلق جو آپ سنتے ہیں کہ سجدے میں دعائیں مانگی جائیں تو وہ زیادہ مقبول ہوتی ہیں۔ اس سے مراد صرف یہ نہیں کہ سجدے کی حالت میں جو جسم کی حالت ہوتی ہے جو دعا مانگی جائے وہ مقبول ہوتی ہے۔ بعض دفعہ کھڑے کھڑے روحیں سجدہ ریز ہو جایا کرتی ہیں۔ بعض دفعہ کھڑے کھڑے انسانی فکر ایسی عاجزی اختیار کرتا ہے کہ اس کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ وہ خدا کے حضور کلیۃً مٹ جاتا ہے۔ وہ سجدہ ہے جس سجدے کی دعائیں مقبول ہوا کرتی ہیں۔ کیونکہ وہ سجدہ حقیقی عجز سے تعلق رکھتا ہے۔

انسان میں جو عجز ہے وہ اس کے اندرونی رجحان سے تعلق رکھتا ہے اور محض اپنے آپ کو واقعۃً کمزور سمجھنا کسی بڑی طاقت کے مقابل پر، یہ عجز نہیں ہے۔ پہاڑ کے دامن میں کوئی بڑے سے بڑا انسان بھی چلا جائے۔ کیسا ہی متکبر کیوں نہ ہو اگر ایک عظیم پہاڑ کے دامن میں کھڑا ہو گا تو اس کو ایک عجز کا احساس ہو گا۔ وہ یہ سمجھے گا کہ یہ بلندیاں اور یہ حجم اور یہ وزن اور یہ طاقت ایسی غالب ہیں کہ اس کے مقابل پر اس کی کوئی حیثیت نہیں لیکن یہ حقیقی عجز نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ انسان وہاں عجز کا احساس کرتے ہوئے جب پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتا ہے۔ پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھ کر وہ سارے عالم کا نظارہ کرتا ہے تو اس کا دل تکبر سے بھر جاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے۔ دیکھو! میں کتنا بلند ہوں۔ ہر دوسری چیز میرے سامنے حقیر اور ادنیٰ اور چھوٹی دکھائی دیتی ہے لیکن ایک اور شخص جس کے دل میں عجز ہے۔ جس کا رجحان عاجزانہ ہے، وہ پہاڑ کے نیچے بھی عاجز رہے گا اور پہاڑ کے اوپر بھی عاجز رہے گا۔ دنیا کی کوئی کیفیت بھی اس کے عاجزانہ رجحان کو تبدیل نہیں کر سکتی یہ وہ عجز ہے جو عارف باللہ کا عجز ہے جس کے بعد پھر لقاء نصیب ہوا کرتی ہے۔ انبیاء ہر شان میں عاجز ہوتے ہیں۔ نبوت سے پہلے کی شان میں بھی عاجز ہوتے ہیں اور نبوت کے بعد کی شان میں بھی عاجز ہوتے ہیں۔ اور درحقیقت جتنا جتنا ان کو بلندی نصیب ہوتی ہے اتنا ان کا عجز بڑھتا ہے۔ چنانچہ نبوت سے پہلے کے عجز کی کیفیت اور ہوا کرتی ہے۔ اور نبوت کے بعد کے عجز کی کیفیت اور ہوا کرتی ہے کیونکہ بلندی سے بلندی کا عرفان بڑھتا ہے۔ ایک شخص جو پہاڑ کے نیچے سے پہاڑ کی چوٹی کو دیکھ رہا ہے اگر اس کی نظر چوٹی پر جا کر ٹھہر گئی ہے تو اس کا عجز اسی نسبت سے ہو گا جس نسبت سے اس کو پہاڑ زیادہ سر بفلک دکھائی دے رہا ہے۔ زیادہ بلند دکھائی دے رہا ہے لیکن ایک شخص جو پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتا ہے اور مزید بلندیاں دیکھتا ہے اسکے دل کی کیفیت بالکل اور ہو جایا کرتی ہے وہ سمجھتا ہے کہ میں تو اسی کو چوٹی سمجھ رہا تھا۔ صرف میں ہی بے حقیقت نہیں۔ یہ پہاڑ بھی بے حقیقت ہے۔ اس کی بھی کوئی حیثیت نہیں۔ جو رفعتیں مجھے ظاہری آنکھوں سے دکھائی دیتی تھیں ان رفعتوں کی بھی کوئی حیثیت نہیں میرے خدا کی کائنات تو بہت وسیع ہے۔ بلند سے بلند تر۔ ہر منزل کے بعد ایک اور منزل۔ یہی مضمون ہے جس کو حضرت اقدس ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب بیان فرمایا تو بہت سے مفسرین دھوکہ کھا گئے۔ یعنی اس کا ذکر قرآن کریم میں پڑھ کر سمجھ نہیں سکے وہ سمجھے کہ (خدا کی پناہ) یہ جھوٹ کی ایک قسم ہے۔ یا شرک کی ایک قسم ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ستارہ دیکھا اور کہا: اچھا دیکھو کیسا روشن ہے۔ شاید یہی تمہارا خدا ہو۔ مراد یہ نہیں تھی کہ میرا خدا ہے یا تمہارا خدا ہے۔ مراد یہ تھی کہ تم لوگ اس طرح مرعوب ہوتے ہو۔ تم لوگ جو عرفان سے عاری ہو، ہر بلند چمکنے والی چیز کو بڑا سمجھنے لگ جاتے ہو اور اس کے سامنے جھکتے ہو۔ حالانکہ وہ ذات جو بالا تر ہے۔ ان سے پیچھے ہے وہ تمام روشنیوں کا منبع ہے۔ تمام روشنیاں اس سے پھوٹتی ہیں۔ ہر نور اسی سے نکلتا ہے۔ تو نظر کو کہیں ٹھہرا دینا جو ہے، یہ ایک قسم کا غلط عجز پیدا کرتا ہے جو شرک کی طرف لے جاتا ہے۔ پس اس مضمون کو بہت غور سے سمجھنا ضروری ہے۔ دنیا میں انسان جب بڑے بڑے بادشاہوں کو، جابر حاکموں کو دیکھتا ہے، ان کے سامنے بھی تو ایک عجز محسوس کرتا ہے۔ لیکن اگر اسے حقیقی عاجزی نصیب نہیں یا عجز کا عرفان حاصل نہیں تو اس کی نظر وہیں جھک جاتی ہے۔ عجز سے بجائے اس کے کہ توحید پیدا ہو شرک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیدا ہو جاتا ہے۔ پس حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے خدا داد عرفان سے اس بات کو اس رنگ میں تمثیلاً بیان فرمایا کہ دیکھو۔ اوہو! یہ تو ستارہ ڈوب گیا یہ تو میرا خدا نہیں ہو سکتا۔ ہاں چاند نکلا ہے۔ دیکھو کیسا روشن، کیسا خوبصورت ہے، زیادہ پُرنور اور زیادہ وجیہہ اور دل کو لبھانے والا لیکن کچھ عرصے کے بعد وہ چاند بھی ڈوب جاتا ہے تو آپ کہتے ہیں کہ اوہو! ہماری نظر تو یہیں ٹھہری ہوئی لگ رہی تھی۔ یوں لگتا تھا کہ یہی آخری منزل ہے لیکن اس کے بعد بھی ایک منزل ہے۔ دیکھو! سورج نکل آیا اور کتنا عظیم الشان سورج ہے۔ کس طرح اس نے کل عالم کو روشنی سے بھر دیا ہے، شاید یہی ہمارا خدا ہو لیکن جب وہ سورج ڈوبا تو آپ نے فرمایا: نہیں! نہ ستارہ خدا تھا۔ نہ چاند خدا تھا۔ نہ سورج خدا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ماوراء الوراء ہستی ہے۔ ہمارا خدا ہے جس نے ان سب چیزوں کو نور بخشا ہے۔

صاحب عرفان اور بے عرفان کے عجز میں فرق

پس عجز تو ضروری ہے لیکن عجز کا بھی اپنا ایک عرفان ہوا کرتا ہے اور صاحب عرفان کا عجز اور ہے اور بے عرفان انسان کا عجز اور ہے۔ بے عرفان کا عجز اسے بالکل ناکارہ اور بے ہمت کر دیا کرتا ہے۔ ہر طاقت کے سامنے وہ سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔ ہر بڑے کو دیکھتا ہے اور اس کے سامنے اپنے آپ کو بے حیثیت سمجھ کر اس کو سجدے کرنے لگتا ہے لیکن ایک صاحب عرفان کا عجز بلندیوں کے ساتھ اور جھکتا چلا جاتا ہے نہ وہ تکبر کی طرف مائل ہوتا ہے نہ وہ شرک کی طرف مائل ہوتا ہے۔ پس حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مثال کے ذریعے عجز کی ایک بہت ہی خوبصورت تفسیر ہمارے سامنے فرما دی اور ہمیں بتایا کہ عجز وہی ہے جو بالآخر خدا تک پہنچائے۔ ورنہ تم اپنے آپ کو ایسا حقیر اور بے طاقت سمجھنے لگو گے کہ مخلوق کے سامنے جھک جاؤ گے۔ پس نبوت میں بھی عجز کا عرفان بڑھتا چلا جاتا ہے کیونکہ ایک بلندی کے بعد جب نبی کو دوسری بلندی نصیب ہوتی ہے تو اس بلندی سے خدا کی بلندی کا ایک اور آسمان اس کے سامنے روشن ہو جاتا ہے۔ ایک نئی بلندی اس کو دکھائی دینے لگتی ہے اور اس کے سامنے وہ پھر اپنے آپ کو دوبارہ عاجز محسوس کرتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں نے اپنے آپ کو عاجز سمجھا تو تھا لیکن جیسا کہ حق تھا ویسا عاجز نہیں سمجھا تھا۔ خدا تعالیٰ تو لامحدود ہے اور اس کی ذات کی عظمت کا تصور بھی ممکن نہیں ہے۔ ایک موقعہ پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی غنی ہے اور ایسی لامتناہی دولتوں کا وہ مالک ہے کہ اگر تم اس سے اس کی ساری کائنات مانگو۔ جو مانگ سکتے ہو مانگ لو اور وہ سب کچھ تمہیں دے دے تو اس کی دولت میں اتنی کمی بھی نہیں آئے گی جتنی ایک سمندر میں سوئی کا ناکہ ڈبوؤ اور اس کے ساتھ تھوڑا سا پانی لگا رہ جائے جب اس کو باہر نکالو۔ اس پانی سے جو سوئی کی نوک کے ساتھ لگا رہ جاتا ہے اور وہاں قطرہ نہیں ٹھہر سکتا۔ مثال بہت خوبصورت دی ہے۔ انگلی ڈبو دیا اور کوئی چیز ڈبوئی اس کے ساتھ زیادہ پانی لگتا ہے لیکن جو باریک، نوک ہو اس کے ساتھ پانی کا قطرہ نہیں رہ سکتا۔ اس لئے بہت ہی معمولی پانی ہوگا۔ فرمایا اس سے جو کمی آتی ہے خدا تعالیٰ کی کائنات میں اتنی بھی کمی نہیں آتی اگر وہ تمہیں سب کچھ بھی دے دے۔ وہ لامتناہی ہے۔ یہ بات صاحب عرفان کے بغیر کسی کو نصیب نہیں ہو سکتی اور جس کو یہ عرفان ہو اس کو اپنی دولت پہ گھمنڈ کیسے ہو سکتا ہے۔ ایک ملک کا بادشاہ بھی ہو جائے تو وہ زمین کے ایک ملک کا بادشاہ ہے اور اس کے باوجود اس کا اقتدار کامل نہیں ہے۔ اس کو تو اپنے نفس، اپنے وجود پر بھی اقتدار حاصل نہیں جب بیمار پڑتا ہے تو کس طرح بے حیثیت اور بے حقیقت ہو کے رہ جاتا ہے اس کو اپنے جذبات پر بھی کامل اختیار نہیں ہوتا۔ نہ اپنے غصے پر، نہ اپنی خوشی پر، نہ اپنی نیند پر نہ اپنے جاگنے پر پس وہ ایک بڑے ملک کا بادشاہ بن کر کیسے متکبر ہو سکتا ہے اگر اس کی نظر خدا کی لامتناہی ملکیت پہ ہو۔ پس عرفان الٰہی عجز کی راہ سے جو نصیب ہوتا ہے ویسا اور کوئی عرفان نہیں ہے اور اس کے نتیجے میں پھر خدا کی ذات دن بدن زیادہ ظاہر ہونے لگتی ہے یہی وجہ ہے کہ بعض دفعہ بعض صوفیاء نے غلطی کی اور عجز کو ظاہری رنگ دینے لگے اور آپ نے دیکھا ہوگا کہ وہ اپنے اوپر بعض اوقات مٹی ڈالتے تھے۔ اپنے کپڑے پھاڑ لیتے تھے۔ گندے کر لیتے تھے اور ایسا رنگ اختیار کرتے تھے جیسے وہ دنیا میں سب سے زیادہ گندے اور غلیظ اور بے کار لوگ ہیں۔ یہ ایک اظہار تھا کہ ہم کچھ بھی نہیں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو جمال کو پسند کرتا ہے۔ وہ جو کچھ نہیں کی حالت ہے وہ

بیرونی حالت نہیں ہے وہ ایک اندرونی کیفیت کا نام ہے اور بعض دفعہ بیرونی کیفیت اس اندرونی کیفیت سے بالکل متقابل ہوتی ہے۔ اس کے بالکل برعکس دکھائی دیتی ہے۔ چنانچہ حضرت عبدالقادر جیلانی کے متعلق آتا ہے کہ وہ بڑے خوش پوش تھے بہت ہی خوبصورت اور نہایت قیمتی لباس پہنا کرتے تھے تو کسی نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے آپ تو بڑے بزرگ اور خدا کے خاص پیارے بندے ہیں۔ انہوں نے کہا میں نہیں پہنتا جب تک مجھے خدا نہ کہے ان کے دل کی پسند تھی جو خدا کی خاطر چھوڑ دینے پر تیار بیٹھے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پر نظر فرمائی اور کہا: نہیں! پہنو۔ تو بعض اوقات خدا اپنے بندے کے دل کی پسند پوری کرنے کے سامان خود فرماتا ہے اور اس کا عجز ان کپڑوں میں چھپ جاتا ہے۔

پس عجز کا ظاہری حالت سے تعلق نہیں ہے بعض دفعہ عجز پھوٹ کر ظاہری حالت پر اثر انداز ہوتا ضرور ہے لیکن اس کو پہچاننے کے لئے بھی عرفان کی آنکھ چاہیئے، جو اندر کا عجز ہے وہ ہے ورنہ تو آپ کو بے شمار سادھو ایسے دکھائی دیں گے جو جسموں پر راکھ ملتے ہیں۔ کئی دفعہ لوگ حیرت میں مبتلا ہوتے ہیں کہ یہ راکھ کا کیا قصہ ہے۔ یہ راکھ کیوں مل رہے ہیں؟ معلوم ہوتا ہے کسی زمانے میں کسی صاحب عرفان نے ان کو یہ بتایا ہوگا کہ مٹی میں مل جانے سے، راکھ ہو جانے سے خدا ملتا ہے۔ چنانچہ جنہوں نے مٹی کا محاورہ سنا انہوں نے مٹی ملنی شروع کر دی۔ جنہوں نے خدا کی راہ میں راکھ ہو جانے کا ذکر سنا، انہوں نے یہ نہ سوچا کہ خدا کی خاطر اپنے وجود کو جلا کر ختم کر دینا اور اپنے نفس کی راکھ بن جانا یہ مراد ہے خدا کی لقاء کے لئے یہ چیز ہے جو انسان کی مدد کرتی ہے تو انہوں نے راکھیں بندھنی شروع کر دیں۔ پس عجز کے مقام تو بے شمار ہیں لیکن جب تک اندرونی طور پر آپ کو وہ آنکھ نصیب نہ ہو جو عجز کی شناسائی بخشتی ہے جس سے عجز پہچانا جاتا ہے اس وقت تک صحیح معنوں میں خدا کی راہ میں آگے قدم نہیں بڑھا سکتے

تکبر انسان اور خدا میں مکمل جدائی ہے

ایک اور پہلو سے جب ہم عجز کے مضمون پر نظر ڈالتے ہیں تو اس کی برعکس صورت کو دیکھ کر عجز کا مضمون ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے اور وہ ہے تکبر۔ تکبر، عجز کا بالکل برعکس ہے اور تکبر ایک ایسی چیز ہے جو انسان اور خدا کے درمیان ایک مکمل جدائی پیدا کرنے والا مضمون ہے کیونکہ تکبر ایک ایسی چیز ہے جو خدا کے سوا کسی کو زیب ہی نہیں دیتا۔ یہ وہ صفت ہے جس میں خدا کا کوئی نبی شریک نہیں ہے صرف خدا ہے جس کے متعلق جس کی صفات میں لفظ متکبر آتا ہے۔ اور بڑی شوکت والی صفت ہے۔ بڑا ہی رعب پیدا ہوتا ہے انسان پر جب انسان خدا کی صفت، متکبر پر غور کرتا ہے۔ اس کے سوا کسی بندے میں نہ تکبر کرنے کی استطاعت ہے، نہ تکبر کرنے کی طاقت ہے، نہ اسے زیب دیتا ہے۔ نہ اسے اجازت ہے۔ اس لئے خدا کے انبیاء بھی جبکہ خدا کی دوسری صفات میں شریک ہو جایا کرتے ہیں۔ شریک، ان معنوں میں کہ اس سے حصہ پاتے ہیں۔ ویسے تو (خدا کی پناہ) شرک کا دوسرا مضمون ان پر صادق نہیں آتا۔ لیکن کسی نہ کسی رنگ میں خدا تعالیٰ کی صفت میں رنگین ہو جانے کا انسان میں ملکہ حاصل ہے اور اسے طاقت ودیعت کی گئی ہے لیکن تکبر کے لحاظ سے نہیں۔ پس تکبر اگر کسی جگہ ہے تو وہ خدا کے اور بندے کے درمیان ایک ایسا فاصلہ پیدا کر دیتا ہے، کہ اس کے نتیجے میں متکبر خدا سے مل ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو اپنے رنگ میں یوں بیان فرمایا کہ۔ "دولت مند کا خدا کی بادشاہی میں داخل ہونا کیسا مشکل ہے کیونکہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے نکل جانا اس سے آسان ہے کہ دولت مند خدا کی بادشاہی میں داخل ہو"۔ (لوقا۔ باب ۱۸ آیت ۲۴ - ۲۵)

اس زمانے میں غالباً دولت مند ہی زیادہ متکبر ہوا کرتے تھے۔ اس لئے دولت مند کہہ کر دراصل متکبر کا مضمون باندھا گیا ہے لیکن قرآن کریم نے اس مضمون کو نہایت زیادہ کمال کے ساتھ اور بہت ہی حسین انداز میں بیان فرمایا ہے اور اس مضمون کو جو حضرت مسیحؑ کے قول کی صورت میں ابتدائی دکھائی دیتا ہے اسے مکمل کر دیا ہے۔ یعنی قرآن کریم کے بیان میں یہ مضمون اپنے ختم کو پہنچ گیا ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ مضمون بیان نہیں ہو سکتا۔ فرمایا...
(سورۃ الاعراف: آیت ۴۱) یقیناً وہ لوگ جنہوں نے ہمارے نشانات کو جھٹلایا ...۔ اور ان سے تکبر اختیار کیا...۔ ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے ...۔ اور وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے ...۔ یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے۔

اب دیکھیں ان دونوں عبارتوں میں کتنا فرق ہے۔ اوّل تو محض دولت مند کا بیان ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں فرمایا گیا بلکہ ہر قسم کی تکذیب کرنے والے کو متکبر فرمایا گیا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ خدا کے نشانات بے شمار ہیں۔ یہاں صرف انبیاء کی تکذیب مراد نہیں ہے بلکہ ساری کائنات میں اللہ تعالیٰ کی آیات پھیلی پڑی ہیں اور متکبر ہر آیت کی تکذیب کرتا چلا جاتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے۔ استفادہ کرتا ہے۔ خدا کی آیات میں دن رات ڈوبا ہوا ہے۔ ان آیات کے سہارے زندہ ہے۔ ہر سانس ان آیات کا محتاج ہے۔ زندگی کا ہر لمحہ ان آیات کے سہارے چل رہا ہے اور ایسا غافل ہے اور ایسا بے وقوف اور اندھا ہے کہ اس کے باوجود ان سے تکبر کی راہ اختیار کرتا ہے۔ سمجھتا ہے کہ میری ادنیٰ غلام ہیں۔ میں جس طرح چاہوں ان سے سلوک کروں اور کوئی مالک نہیں ہے جس کے سامنے میں اپنے اس استفادے کے لحاظ سے جوابدہ ہوں۔ جو چیزیں ہیں وہ میرے استفادے کی خاطر اس طرح بنائی گئی ہیں جیسے میں مالک ہوں اور یہ چیزیں میرے لئے بنائی جانی خدا پر فرض تھیں یہ رجحان ہے جو متکبر کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ پس جہاں اس کا فضل اپنا ہاتھ کھینچ لے، ایسا شخص وہیں اچانک ننگا ہو جاتا ہے یعنی اس کا رجحان بالکل کھل کر سامنے آجاتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ ہیں، ہیں! یہ خدا ہوتا کون ہے میرے ساتھ یہ سلوک کرنے والا۔ اتنی دنیا پڑی ہوئی ہے۔ فلاں ٹھیک ہے۔ فلاں ٹھیک ہے۔ مجھے ہی بیمار ہونا تھا۔ میرے بچوں پر ہی یہ مصیبت ٹوٹنی تھی۔ اور وہ یہ نہیں سوچتا کہ اس کی ساری زندگی، اس کے وجود کا ایک ایک ذرہ۔ اس کی یہ طاقت کہ خدا پر باتیں کرتا ہے۔ یہ بھی خدا کی آیات میں لپٹی ہوئی ایک داستان ہے جو انہیں کے ذریعے چل رہی ہے۔ اس داستان کا اپنا کوئی وجود نہیں۔ آیات کے ذریعے ہی یہ داستان دکھائی دیتی ہے کہ گویا موجود ہے۔ لیکن حقیقت میں صرف آیات ہی ہیں۔ پس آیات باری تعالیٰ سے روگردانی کرنا اور اس سے منہ موڑ لینا یہ ایک ایسا گناہ ہے جس کے متعلق قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بخشش کے لائق نہیں۔ اور یہی حقیقت میں تکبر کو پیدا کرنے والا گناہ ہے جس سے پھر تکبر پیدا ہوتا ہے اور بالآخر انسان بخشش سے محروم رہ جاتا ہے۔

قرآن کریم نے ایسے لوگوں کا حال بیان فرمایا کہ جب ہم ان پر نعمتیں کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں .... کہ دیکھو میرے ربّ نے میری عزت افزائی کی ہے .... کہ میرے ربّ نے دیکھو میری عزت کی ہے اور جب ہم نعمتیں چھینتے ہیں تو کہتے ہیں .... خدا نے میری توہین کر دی ہے۔ یعنی خدا کون ہوتا ہے مجھے ذلت دینے والا اور رسوا کرنے والا۔ اس نے یہ نعمتیں مجھ سے واپس لے کر یا مجھ پر ان کی راہیں بند کر کے میری توہین کی ہے۔ پس وہ لوگ جو کائنات کو غفلت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اپنے وجود کو بھی غفلت کی نظر سے دیکھتے ہیں انکو یہ آیات دکھائی نہیں دیتیں۔ اور انکے اندر پھر تکبر پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے ...... پس آغاز کیا آیات سے غفلت کرنے کے ذکر سے۔ اس کے نتیجے میں جو بیماری طبعاً پیدا ہوتی ہے پھر اس مضمون کو بیان فرمایا .... پھر فرمایا .... یہ نہیں کہا کہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ فرمایا ان پر رفعتوں کا کوئی دروازہ بھی کھولا نہیں جائے گا۔ کتنا عظیم الشان اور کتنا کامل مضمون ہے۔ یعنی وہ لوگ جو خدا کے سامنے بڑے بنتے ہیں اور اونچے ہوتے ہیں ان پر رفعتوں کا کوئی دروازہ نہیں کھولا جائے گا۔ وہی ہیں جو سب سے زیادہ ذلیل اور سب سے زیادہ گرے ہوئے لوگ ہیں۔

عاجزی کرنے والوں کی رفعت

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کے اس مضمون کے مطابق اس کا برعکس نقشہ یوں کھینچا کہ خدا کے وہ بندے جو تواضع کرتے ہیں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کی خبر یہ ہے .... (اس حدیث کے الفاظ تو عربی میں مجھے اس وقت یاد نہیں یعنی یاد تھے لیکن اس وقت ذہن سے اتر گئے ہیں) کہ خدا کے وہ بندے جو خدا کے حضور تواضع کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ساتویں آسمان پر اٹھا کر لے جاتا ہے۔ اور زنجیر سے لپیٹ کر گویا کہ ان کو آسمان کی بلندی پر نہیں بلکہ ساتویں آسمان کی بلندی تک پہنچایا جاتا ہے۔ پس قرآن کریم نے فرمایا .... جو تکبر کرتا ہے اس پر رفعتوں کے دروازے نہیں کھولے جاتے۔

یہ الفاظ ہیں .... کہ جب بھی خدا کا کوئی بندہ تواضع کرتا ہے یعنی جھکتا ہے۔ گرتا ہے۔ اس کے حضور عاجزی اختیار کرتا ہے .... اس کو خدا ساتویں آسمان کی بلندی تک اٹھا لے جاتا ہے۔ تو ہر بلندی کے لئے ایک عجز کا مقام ہے۔ اس بات کو آپ اچھی طرح یاد رکھیں یعنی یہاں بلندی سے مراد یہ ظاہری بلندیاں نہیں ہیں۔ ہر انسان کے لئے اس کی خلقت میں کچھ بلندی پانے کی استطاعت موجود ہے اور ہر انسان کا آسمان الگ الگ آسمان ہے۔ تبھی خدا تعالیٰ نے مختلف نبیوں کو معراج کی رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مختلف آسمانوں پر دکھایا ہے۔ ان سے خدا نے کوئی ناانصافی نہیں فرمائی۔ ہر شخص کی بلندی کی ایک استطاعت ہے اور اس بلندی تک وہ بلند ہو سکتا ہے۔ چنانچہ (حضرت فضل عمر کے بارے میں) اس مضمون کو یوں بیان فرمایا گیا کہ "وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا" یعنی خدا تعالیٰ نے اس کو جتنی صلاحیتیں بخشی ہیں اس کا وہ آخری نقطہ جو آسمان پر مقدر ہے وہاں تک وہ رسائی پا جائے گا یعنی وہ اپنی قوتوں کو ضائع نہیں کرے گا اور اپنی صلاحیتوں سے بھرپور فائدہ اٹھائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو توفیق بخشے گا کہ جو رفعتیں اس کے لئے مقدر تھیں وہ ان کو حاصل کر لے گا۔

پس اس آیت نے ہمیں سمجھایا کہ عجز کے ذریعے بلندیاں حاصل ہوتی ہیں اور یہاں رفعت سے مراد صفاتِ باری تعالیٰ ہیں کیونکہ حقیقت میں ظاہری آسمان کی طرف اٹھایا جانا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ یہاں ہرگز ظاہری آسمان مراد نہیں۔ نہ کہیں آج تک ہم نے دیکھا ہے کہ زنجیروں سے باندھ کر خلا نے کسی سجدہ کرنے والے کو سجدے کی حالت سے اٹھا کر کسی اوپر نظر آنے والے جوّ میں پہنچا دیا ہو۔ پس یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خبر دیں اور واقعہ نہ ہو۔ لیکن یہ واقعہ ہر روز گزرتا ہے۔ ہزاروں لاکھوں بندگانِ خدا ایسے ہیں جو سجدوں کی حالت میں اٹھائے جاتے ہیں اور ضروری نہیں کہ وہ سجدہ ظاہری سجدہ ہو۔ ان کے دلوں پر زندگی میں ایسی کیفیتیں طاری ہوتی ہیں جو اچانک ان پر ان کے عجز کا ایک مقام روشن کرتی ہیں۔ اور اس فلیش FLASH میں، اس ایسے لمحے میں جس کو ظاہری وقت سے ناپا ہی نہیں جا سکتا، اچانک ان کو اپنا عجز کا ایک مقام دکھائی دیتا ہے اور دل سے خدا تعالیٰ کی ایسی تکبیر بلند ہوتی ہے کہ اس کے نتیجے میں انہیں رفعتوں کے ایک آسمان کی طرف بلندی نصیب ہوتی ہے۔ پس آخری درجہ ساتویں آسمان تک کا عام بندوں کا درجہ ہے لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ان کے علاوہ رفعت کا ایک اور مقام عطا ہوا جو ان آسمانوں کے بعد کا مقام تھا۔ اور وہ ظاہر کرتا ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خدا کے سب عاجز بندوں سے زیادہ عجز کرنے والے تھے۔ اس لئے عجز والے کو بلندی عطا ہوتی ہے اور یہی بلندی حاصل کرنے والے کو عجز نصیب ہوتا ہے۔ یہ دو مضمون آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں اور یہی لقاء کا مضمون ہے کیونکہ قرآن کریم میں جس معراج کا ذکر ہے وہ لقاء کا معراج ہے

---- اصل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو خدا نے یہ پیغام دیا تھا کہ تو عجز کے ایک ایسے مقام تک پہنچ گیا ہے، جس میں بنی نوع انسان میں کوئی تیرا شریک نہیں رہا ان معنوں میں خدا کی توحید کا ایک پرتو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر پڑا جو کسی اور انسان پر، کسی نبی پر نہیں پڑا۔ ایک رنگ میں آپ بھی واحد ہو گئے اور یکتا ہو گئے۔ کبھی کوئی انسان خدا کے حضور ایسا عاجز نہیں ہوا تھا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خدا کے حضور تواضع اختیار فرما گئے اور اس کے نتیجے میں تمام مخلوق تو اپنی بلندیوں کے باوجود ساتویں آسمان سے اوپر نہیں جا سکی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا مقام اس سے بھی بلند تر ہوا اور اس کا تعلق عجز سے ہے۔ کیونکہ آنحضورؐ نے خود فرما دیا ہے کہ رفعتیں یعنی آسمان کی طرف بلندیاں کیسے نصیب ہوا کرتی ہیں۔

اس آیت میں .... (..........) یہ نہیں کہا کہ اونٹ کا ناکے میں داخل ہونا اس سے زیادہ آسان ہے کہ دولت مند جنت میں داخل ہو۔ یہ مضمون جو ہے یہ ایک قسم کا محال مضمون ہے۔ ناممکن دکھانے والا مضمون ہے مگر قرآن کریم نے جو بیان فرمایا ہے اس میں بندے کے لئے مایوسی کی دیوار کھڑی نہیں کی۔ یہاں یہ فرمایا ہے یہاں تک کہ اونٹ داخل ہو جائے۔ یہ مضمون فرمایا ہے۔ اور تکبر کا اونٹ کم بھی ہو سکتا ہے اس کا جسم چھوٹا بھی ہو سکتا ہے۔ اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی کجیاں دور بھی ہو سکتی ہیں۔ اونٹ کی مثال بڑی خوبصورت مثال ہے۔ حضرت مسیحؑ کو بھی یہ مثال دی گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو بھی یہی مثال سکھائی گئی لیکن طرز میں کتنا فرق ہے۔ حضرت مسیحؑ نے فرمایا کہ یہ زیادہ ناممکن ہے کہ دولت مند خدا کی جنت میں داخل ہو بہ نسبت اسکے کہ اونٹ داخل ہو جائے سوئی کے ناکے میں یا اسمیں سے گزر جائے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ نہیں جب تک اونٹ اس قابل نہیں ہو جاتا کہ سوئی کے ناکے سے نہ گزر جائے اس وقت تک جنت کا راستہ بند ہے اور اونٹ کی مثال اس لئے دی گئی ہے ہاتھی کی بجائے۔ ہاتھی ورنہ زیادہ بڑا جانور ہے۔ قرآن کریم میں ہاتھی کا ذکر بھی موجود ہے کہ اونٹ میں ایک ٹیڑھا پن بھی ہے۔ اسی لئے تکبر میں جو کجی پائی جاتی ہے اس کی مثال اونٹ سے بہتر نہیں دی جا سکتی تھی۔ صرف بڑا ہی نہیں ہوتا بلکہ اس کے اندر ایک ٹیڑھا پن بھی پایا جاتا ہے۔ پس قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ جب تک کوئی انسان اپنے آپ کو بڑا سمجھ رہا ہے اور ساتھ ٹیڑھا بھی ہے، اور یہ دونوں چیزیں تکبر میں اکٹھی چلتی ہیں، اس وقت تک اس کے لئے کوئی نجات نہیں ہے۔ لیکن یہ فرمایا کہ یہ ممکن ہے کہ تمہارے تکبّر دور ہو جائیں۔ یہ ممکن ہے کہ تمہاری کجیاں درست ہو جائیں اور تم سیدھے ہو جاؤ۔ اس لئے مایوسی کا پیغام نہیں ہے بلکہ امید کا پیغام ہے۔ مشکل کام ہے۔ تمہیں بہت محنت کرنی پڑے گی ...... بہت مشقت کی راہ اختیار کرنی پڑے گی لیکن اگر کرو گے تو ...... اے انسان! تجھے یہ پیغام ہے کہ تُو ضرور خدا کو پالے گا۔ جنّت تجھ پر حرام نہیں ہوئی ہے مگر جنّت کی راہ بتائی جا رہی ہے کہ وہ کیسی مشکل راہ ہے۔ اپنے نفس کے تکبر کو توڑو۔ اس کی کجیوں کو درست کرو۔ پھر تم ضرور اس راہ پر چل پڑو گے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی راہ ہے اور پھر تمہیں حقیقی بلندی نصیب ہو گی۔ قرآن کریم میں آسمان کے مضمون کے ساتھ ایک اونٹ کا مضمون بھی باندھا گیا ہے۔ چنانچہ دوسری رکعت میں جو سورۃ ہم تلاوت کرتے ہیں۔ اس میں یہ مضمون اکٹھا آیا ہے۔ اس کے متعلق ایک دفعہ مَیں نے خطبے میں کچھ روشنی ڈالی تھی لیکن قرآن کریم کی آیات تو لامتناہی ہیں۔ اب جو مَیں مضمون بیان کر رہا ہوں اِس کا بھی اس کے ساتھ ایک تعلق ہے۔ آسمان کی بلندی اونٹوں کو حاصل نہیں ہوا کرتی۔ تمہیں غور کرنا چاہیئے۔ آسمان کی بلندی خدا کے عاجز بندوں کو حاصل ہوا کرتی ہے پس رفعتیں حاصل کرنی ہیں تو اونٹوں پر بیٹھ کر رفعتیں نہیں ملیں گی۔ تم یہ نہ سمجھنا کہ دنیا کی ان سواریوں کے مالک ہو جاؤ۔ بلند سواریوں پر دوڑنے لگو تو تم بہت ہی عظیم الشان وجود بن جاؤ گے بلکہ حقیقی رفعتیں عجز سے حاصل ہوتی ہیں۔ اونٹ کے متعلق دوسری جگہ جو فرما دیا کہ وہ داخل ہی نہیں ہو سکتا تو اونٹ پہ بیٹھا ہوا کہاں سے داخل ہو جائے گا۔ یہ مضمون ہے جس پہ غور کی طرف وہاں دعوت دی گئی ہے کہ اونٹ ہے تو بڑا اونچا جانور۔ تیز دوڑ بھی لیتا ہے اچھا بھلا، لیکن ٹیڑھا ہے۔ اور تم اگر اونٹ کی راہ اختیار کرو گے تو تم متکبّر بن جاؤ گے۔ پس فرمایا ...... اس وقت تک ایسا شخص داخل نہیں ہو سکتا جب تک چھوٹا نہ ہو جائے اور اپنے نفس کے اونٹ کو وہ اور مختصر اور مختصر کرتا چلا جائے یہاں تک کہ وہ ھلاکت کے مقام تک پہنچ جائے اگر ایسا نہیں کرو گے تو فرمایا کہ ...... پھر ہم اس طرح مجرموں کو سزا دیا کرتے ہیں کہ ان کی ترقی کی راہیں تنگ کر دیتے ہیں۔ یہ بھی بہت ہی خوبصورت مثال ہے۔ ایک انسان بعض دفعہ جاتے جاتے دیکھتا ہے کہ راستہ تنگ ہوتا چلا گیا ہے یہاں تک کہ وہ ایک ایسا سوراخ بن گیا ہے کہ اس میں سے وہ داخل ہو ہی نہیں سکتا۔

نفس کے تکبّر کی روکیں دور کریں

بعض لوگ مجھے ایسی خوابیں لکھتے ہیں اور وہ لکھتے ہیں کہ اس سے دل پر بہت ہی دہشت پیدا ہوتی ہے۔ ایک انسان آگے بڑھنا چاہتا ہے لیکن راستہ تنگ ہوتے ہوتے اتنا چھوٹا ہو جاتا ہے کہ آدمی بے اختیار ہو جاتا ہے۔ کوشش کرتا ہے آگے بڑھنے کی لیکن پھنس جاتا ہے۔ پس آگے بڑھنے کی راہ میں جو روکیں ہیں وہ اپنے نفس کے تکبّر کی روکیں ہیں ورنہ خدا کی راہیں کشادہ ہیں۔ جب اُن راہوں سے بڑا بن کر انسان وہاں سے گزرنے کی کوشش کرتا ہے تو نہیں گزر سکتا۔ پس رؤیا میں ایسے لوگوں کو درحقیقت یہ پیغام ہوتا ہے کہ تمہارے اندر ابھی ترقی کی گنجائشیں تو موجود ہیں لیکن تم نے اپنے نفس کو چھوٹا نہیں کیا۔ اپنے نفس کو خدا کے حضور اور چھوٹا کرو۔ جب چھوٹا کرو گے تو ان باریک راہوں سے بھی تم بڑی آسانی سے گزر جاؤ گے۔ سائنس کی آج کل ایسی فلمیں تیار کی جاتی ہیں جو اس قسم کے نظر کے دھوکے ہیں لیکن اُن دھوکوں کے نتیجے میں انسان دھوکہ نہیں کھاتا بلکہ ہدایت کی راہ پا جاتا ہے۔ چنانچہ چھوٹے چھوٹے باریک جراثیم جو جسم کے خلیوں میں داخل ہوتے ہیں۔ اُن کے متعلق خواہ کسی طرح بھی وہ بیان کریں حقیقت میں ایک طالب علم کو پورا مضمون سمجھ نہیں آسکتا۔ تو سائنس کے ذریعے انہوں نے ایسے نظر کے دھوکے بنالئے ہیں کہ ایک آدمی جو سمجھ رہا ہے کہ اندر گیا ہے، وہ اتنا چھوٹا دکھائی دیتا ہے کہ اس کے مقابل پر خلیے لگتا ہے کہ ایک بہت بڑا ہال ہے اور پھر وہ خلیے میں اُن باریک نالیوں کے ذریعے اُترتا ہے جو بڑی مشکل سے دکھائی دیتی ہیں اور وہ چھوٹا سا آدمی اس میں جا کر پھر وہ چاروں طرف پھر رہا ہے۔ وہ اندر چیزیں دیکھ رہا ہے۔ وہ بچوں کو دکھا رہا ہے کہ دیکھو! مَیں اس وقت فلاں جگہ پہنچ گیا ہوں۔ یہاں نیوکلیس کی یہ شکل ہے۔ یہ خلیے کے پردے اور نیوکلیس کے درمیان کا پانی ہے۔ یہاں اس قسم کی PIGMENTS ہیں۔ یہ ہے وہ ہے۔ اور وہ ایسا مزیدار نظارہ ہوتا ہے کہ وہ بچے کے دل پر ہمیشہ کے لئے نقش ہو جاتا ہے یا طالب علم کے ذہن پر ہمیشہ کے لئے نقش ہو جاتا ہے تو حقیقت میں انسان چھوٹا ہو جائے تو راہیں کشادہ ہو جاتی ہیں اور خدا کی راہ میں چھوٹا ہونا ضروری ہے کیونکہ خدا کی راہ پہ آپ نے چلنا ہے اور وہاں بڑے بن کے نہیں چلا جا سکتا اور اس پہلو سے بہت سے اَور ایسے زاویے ہیں جن کو آپ کے سامنے رکھنا ضروری ہے۔ تکبّر کے متعلق حضرت (بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے بعض بہت ہی پیاری نصیحتیں فرمائی ہیں، وہ بھی آپ کے سامنے رکھنی ضروری ہیں لیکن چونکہ اب ایک گھنٹے کے قریب وقت ہو گیا ہے۔ اس لئے باقی باتیں .... آئندہ جمعہ میں بیان کروں گا۔

فرینکفرٹ اور میونخ میں براہِ راست سنا جانے والا خطبہ

یہ وہ جمعہ ہے جس کا خطبہ اس وقت فرینکفرٹ اور میونخ میں بھی سنا جا رہا ہے۔ اب خدا تعالےٰ نے دیکھیں نئے نئے ایسے آلات مہیا فرما دیئے ہیں۔ نئے نئے سائنس کے انکشافات ایسے ہو چکے ہیں جن کے نتیجے میں انسانی آواز کی پہنچ کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے۔ پس وہ بھی ہمارے شریک ہیں اور اللہ تعالیٰ ان منتظمین کو جزاء دے جن کی کوششوں کے ذریعے یہ آواز براہِ راست دوسرے ملکوں کے لوگ سن سکتے ہیں۔ اور ان لوگوں کو بھی ہدایت دے جن کی کاوشِ فکر کے نتیجے میں ایسی ایسی چیزیں ایجاد ہوئیں احسان مند ہونے کا ایک یہ بھی طریق ہے۔ پس رمضانِ مبارک میں جب آپ دعائیں کریں تو اپنے ہر محسن کے لئے دعا کیا کریں۔

مجھے ایک بچی کی بات بہت ہی پیاری لگتی ہے۔ وہ چوہدری شاہنواز صاحب ..... کی نواسی ہے۔ وہ چھوٹی سی تھی تو اسے ماں باپ نے سمجھایا کہ بٹیا دعائیں کرو۔ رمضان ہے یا کسی موقعہ پر کہا ہو گا بہت دعائیں کیا کرو تو ایک دن اس سے پوچھا کہ تم نے کیا کیا دُعائیں کیں، بتاؤ تو سہی!! اس نے کہا میں نے جو دعائیں کیں امی کے لئے، نانی کے لئے، نانا کے لئے، ابا کے لئے، فلاں کے لئے فلاں کے لئے۔ اس کے علاوہ مَیں نے اس کے لئے بھی دُعا کی جس نے آئس کریم ایجاد کی تھی۔ انہوں نے کہا: ہیں؟ اس کے لئے کیوں دعا کی؟ اس نے کہا۔ دیکھو اس نے بچوں کا دل خوش کر دیا۔ اب یہ بات تو بچگانہ ہے لیکن عارفانہ بھی ہے۔ ہم لوگ جب بندوں کا احسان نہیں دیکھ سکتے تو خدا کا احسان بھی نہیں دیکھ سکتے۔ اس بات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے بیان فرمایا: (جو شخص لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا)

پس خدا کے عرفان کی باتیں تو ہم کر رہے ہیں۔ اگر بندے کا ہی عرفان نہ ہوا تو خدا کا بھی نہیں ہو گا۔ تو ہر محسن کے احسان پر نظر رکھتے ہوئے اس کے لئے دل میں جذبۂ تشکر رکھیں اور اگر براہِ راست کچھ نہیں کر سکتے تو دعا کیا کریں۔ اپنی دعاؤں کے ذریعے آپ احسان کا بدلہ اس رنگ میں اتار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سکتے ہیں کہ ظاہری طور پر جو بدلے آثار سے جاتے ہیں۔ اس سے بہت بڑھ کر ایسے شخص کو جزا پہنچ جاتی ہے اور اس طرح ہر راہ میں آپ کو، بندوں کی راہ میں بھی اور دوسری راہوں میں بھی آفاقی طور پر بھی اور اندرونی طور پر بھی ہر مطالعے میں خدا دکھائی دینے لگے گا۔

اہم جماعتی خبریں

○ امیر مقامی ربوہ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی بیگم محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ (بنت حضرت فضل عمر) کی صحت آنکھ کے اپریشن کے بعد تاحال ناساز چلی آرہی ہے۔

احباب موصوفہ کی شفائے کاملہ و عاجلہ اور درازیٔ عمر کے لئے دعا کریں۔

○ مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد، مؤرخ احمدیت کی اہلیہ محترمہ سلیمہ اختر صاحبہ بنت مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب شاد ۲۲ رمئی ۱۹۹۰ء کو حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئیں۔ اگلے روز ان کا جنازہ محترم صاحبزادہ مرزا انور رشید احمد صاحب نے پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

قارئین دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی آغوشِ رحمت میں جگہ دے اور درجات بلند فرمائے۔

○ مکرم مولوی رشید احمد صاحب سرور مربی سلسلہ مورخہ ۲۶ رمئی کو ربوہ میں وفات پا گئے۔ آپ کو تنزانیہ (مشرقی افریقہ) میں بھی خدمات بجا لانے کی توفیق ملی۔ موصوف کی نمازِ جنازہ ۲۷ مئی کو ادا کی گئی اور اس کے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مکرم مولوی صاحب موصوف کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔

احمدی طالبہ کا اعزاز

امریکہ میں عزیزہ عائشہ ہاجرہ ملک صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر عبد المنان صاحب (ولنگبورو۔ نیوجرسی) کا نام اور حالاتِ زندگی امریکہ کے نمایاں طالب علموں کی کتاب "ہوازہو" WHO IS WHO ۸۹-۱۹۸۸ء میں شائع کئے گئے۔ یہ کتاب امریکہ کے بارہ ہزار سکولوں کی تسلیم شدہ کتاب ہے۔ اس سے قبل بھی ایک اور احمدی طالبہ کو ایسے ہی اعزاز سے نوازا گیا تھا۔

نظارت تعلیم کے اعلانات

○ میٹرک اور مڈل کا امتحان دینے والے طلباء اور طالبات اپنی آئندہ تعلیم کے سلسلہ میں مشورہ کے لئے نظارت تعلیم سے رابطہ کریں۔

○ ایسی احمدی طالبات جنہیں کسی مخلوط تعلیمی نظام والے ادارے میں داخلہ مل رہا ہو وہ داخلہ سے قبل نظارت تعلیم کی وساطت سے حضور انور سے اس ادارہ میں باپردہ رہ کر تعلیم حاصل کرنے کی اجازت حاصل کریں۔

○ جو بچیاں لاعلمی کی وجہ سے مخلوط تعلیم والے ادارے میں داخلہ لے چکی ہوں وہ بھی حضور سے اجازت حاصل کریں۔

○ بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی ملتان کی سینٹ کی رجسٹرڈ گریجوایٹس کی پانچ نشستوں کے انتخابات مستقبل قریب میں ہوں گے۔ درخواست کی وصولی کی آخری تاریخ ۱۰ راگست ۱۹۹۰ء ہے۔ مزید تفصیلات کے لئے روزنامہ نوائے وقت ۱۹ رمئی ۱۹۹۰ء ملاحظہ فرمائیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ کے اعلانات

○ ماہ جون میں خدام کے مطالعہ کے لئے کتاب "لیکچر لدھیانہ" مقرر کی گئی ہے۔

○ خدام کے مرکزی امتحانات ۱۵ر جون کو منعقد ہوں گے۔

○ سالانہ مقابلہ مقالہ نویسی کی آخری تاریخ ۱۵ اگست ۱۹۹۰ء ہے۔

ضرورت ہے

فضلِ عمر ہسپتال ربوہ میں ایکسرے ٹیکنیشن کی فوری ضرورت ہے۔ خواہشمند حضرات ایڈمنسٹریٹر فضلِ عمر ہسپتال سے رابطہ قائم کریں۔

وصایا

ضروری نوٹ:-

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری

مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۷۴۹۳ :- میں امۃ الحفیظ زوجہ صوفی منظور احمد صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۴۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن بتے ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۱۲/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) حق مہر -/۱۰۰۰ روپے (۲) سونا ۱/۲ ۱ تولہ مالیتی -/۴۸۰۰ روپے میزان -/۵۸۰۰ اس وقت مجھے مبلغ -/۱۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ امۃ الحفیظ زوجہ صوفی منظور احمد صاحب ساکن بتے P/O بھلورہ ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد نمبر۱ صوفی منظور احمد خاوند موصیہ گواہ شد نمبر۲۔ النور طاہر مربی سلسلہ وصیت نمبر ۲۶۵۶۹۔

مسل نمبر ۲۷۴۹۴ :- میں ناصرہ شاہین بنت صوفی منظور احمد صاحب قوم راجپوت پیشہ طالبہ عمر ۱۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن بتے ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴/۲/۹۰ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۱۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ ناصرہ شاہین بنت صوفی منظور احمد بتے P/O بھلورہ ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد نمبر۱۔ صوفی منظور احمد والد موصیہ۔ گواہ شد نمبر2۔ النور طاہر مربی سلسلہ وصیت نمبر ۲۶۵۶۹۔

مسل نمبر ۲۷۴۹۵ :- میں آمنہ بی بی بیوہ مولوی ثناء اللہ صاحب قوم بھٹی پیشہ خانہ داری عمر ۶۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن بتے ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس

رابعہ زری ہاؤس

PHONE :- ۶۱۶۴۷۴

سلمہ ستارہ اور

کڑھائی کا بہترین مرکز

نیز مشینی کڑھائی کا بھی بہترین کام کیا جاتا ہے

گلی نمبر ۵ انار کلی بازار

فیصل آباد

اشتہارات کے بارے میں ایک ضروری گذارش

ادارہ الفضل اپنے قارئین کیلئے مشتہرین کے اشتہارات شائع کرتا ہے۔ لیکن یہ امر احباب کو پوری توجہ سے نوٹ فرمالینا چاہیئے کہ الفضل میں اشتہار کی اشاعت ہرگز کسی کی ضمانت نہیں۔ اصولی طور پر اخبارات میں جو اشتہارات شائع ہوتے ہیں ادارہ ان کا کبھی بھی ذمہ دار نہیں ہوتا۔ جملہ احباب اپنے کاروباری معاملات اپنی سمجھ بوجھ اور صوابدید پر طے فرمایا کریں۔

مینجر الفضل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلاجبرواکراہ آج بتاریخ ۲۳/۲/۹۰ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) حق مہر ۱۰۰۰/- روپے (۲) ایک تولہ سونا مالیتی ۳۵۰/- روپے (۳) مکان مالیتی ۱۰،۰۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے ۱۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ آمنہ بی بی بیوہ مولوی ثناء اللہ صاحب ساکن لبتے ۶/۵ پھلورہ ضلع سیالکوٹ گواہ شد نمبر۱۔ صوفی منظور احمد صدر جماعت احمدیہ لبتے ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد نمبر۲۔ النور طاہر مربی سلسلہ وصیت نمبر ۲۶۵۶۹۔

مسل نمبر ۲۷۴۹۶:۔ میں کیپٹن وسیم احمد شاہد ولد چوہدری محمد اقبال قوم آرائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال ۱۱ ماہ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ویول لائنز چک لالہ ضلع راولپنڈی حال سرگودھا بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ ۵/۱۱/۸۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۳۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ وسیم احمد شاہد چک لالہ حال نیو کینٹ سرگودھا۔ گواہ شد نمبر۱۔ ایاز محمود احمد خان وصیت نمبر ۲۵۸۸۰۔ گواہ شد نمبر۲۔ محمد نعیم الدین وصیت نمبر ۲۵۷۲۲۔

مسل نمبر ۲۷۴۹۷:۔ میں نور بیگم زوجہ اللہ رکھا صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر 58 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن بشیر آباد ضلع حیدر آباد بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ ۱۶/۱۲/۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ ۴ کنال زرعی زمین جو کہ حق مہر میں ملی مالیتی ۱۵۰۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ نور بیگم زوجہ اللہ رکھا ساکن بشیر آباد ضلع حیدر آباد۔ گواہ شد نمبر۱۔ اللہ رکھا خاوند موصیہ وصیت نمبر ۱۴۱۷۷۔ گواہ شد نمبر۲۔ سید حنیف احمد مربی سلسلہ وصیت نمبر ۲۵۹۵۹۔

مسل نمبر ۲۷۴۹۸:۔ میں رضیہ بیگم بنت چوہدری امیر داد خان قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۶۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ماڈل ٹاؤن لاہور بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ ۲۷/۱۲/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) ۱/۵ حصہ از ترکہ والد خود ۵ کنال ۱۲ ایکڑ پانچ کنال مالیتی ۱۰،۰۰۰/- روپے واقع چک 48 ج ب ضلع فیصل آباد (۲) 48 کنال ترکہ والد واقع مانانوالہ مالیتی ۲،۰۰،۰۰۰/- روپے (۳) زیورات طلائی ۲۰ تولہ مالیتی ۶۰،۰۰۰/- روپے۔ کل جائیداد ۳،۶۰،۰۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۵۰/- روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ رضیہ بیگم بنت چوہدری امیر داد خان ۱۱/۱۶ جی ماڈل ٹاؤن لاہور گواہ شد نمبر۱۔ عبدالحمید ولد چوہدری فضل الدین ۱۱/۱۵ جی بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور۔ گواہ شد نمبر۲۔ چوہدری عبدالسمیع ولد چوہدری عبدالحمید صاحب۔

مسل نمبر ۲۷۴۹۹:۔ میں سید عزیز احمد ولد سید لئیق احمد قوم سید پیشہ طالبعلم عمر ۱۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن گلبرگ لاہور بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ ۵/۱۱/۸۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۵۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اسکے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ سید عزیز احمد 1-96A گلبرگ نمبر۳ لاہور۔ گواہ شد نمبر۱۔ محمد جمیل فیضی وصیت نمبر ۲۳۶۷۲ گواہ شد نمبر۲۔ احمد لطیف فیضی۔ وصیت نمبر ۲۶۱۶۲۔

مسل نمبر ۲۷۵۰۰:۔ میں سردار بیگم بیوہ چوہدری احمد دین صاحب قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۷۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن R-1895/14 دستگیر سوسائٹی کراچی بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ ۱۴/۲/۹۰ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ خاوند سے ملنے والی زمین کی فروخت سے حاصل شدہ رقم ۱۵۰۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۵۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ سردار بیگم بیوہ چوہدری احمد دین R-1895/14 دستگیر سوسائٹی کراچی۔ گواہ شد نمبر۱۔ نثار احمد وصیت نمبر ۱۳۱۳۳۔ گواہ شد نمبر۲۔ چوہدری محمد شریف پسر موصیہ۔

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس، ربوہ، مقام اشاعت
دار النصر غربی ربوہ، قیمت: ایک پرچہ پچاس پیسے

ضروری اعلان

"بچیوں کے وقف" کے بارہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اصولی ہدایت کے مطابق صرف ان بچیوں کو وقف نو کی تحریک میں شامل کیا جائے جنکو قبل از پیدائش والدین نے وقف کیلئے پیش کر دیا ہو"

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تریاق معدہ
خرابی ہضم کا مؤثر علاج
قیمت -/۸ ، -/۱۵

راحت جان
تبخیر معدہ کی مجرب دوا
قیمت -/۱۵

روشن کاجل
آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے
قیمت -/۵

شربت صدر
نزلہ، زکام اور کھانسی کیلئے
قیمت -/۸

تریاق بواسیر
بواسیر کا شافی علاج
قیمت -/۱۵

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ **ربوہ**

ربوہ میں آپکے قدیمی احمدی جیولرز
محمود جیولرز گولبازار ربوہ
فون ۶۸۱ / ۶۸۲

قدیمی ، اوّلین ، شہرہ آفاق
۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
دواخانہ حکیم نظام جان
فون ۷۳۹۹۷
چوک گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ
برانچیں
کراچی : فون نمبر ۴۱۳۲۵۱
لاہور : 1 - D - ۳ گلشن راوی
ملتان : چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
منڈی بہاؤالدین : بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
رحیم یار خان : فون نمبر ۴۷۹۹
ربوہ : اقصیٰ چوک کالج روڈ۔ فون نمبر ۵۵۸

گیس ٹربل کے لئے
ہاضموں رجسٹرڈ
جب تمام ہاضم چورن بے اثر ہو جائیں تو صرف ایک خوراک آزمائیں
نصرت دواخانہ کمیٹی مارکیٹ۔ ربوہ

ربوہ میں آپ کے جیولرز
پاک گولڈ سمتھ
میاں عبدالمنان ناصر ولد میاں عبدالسلام
گولبازار ۔ ربوہ
فون: ۶۴۳/ ۵۵۰ گھر: ۶۴۹ - ۵۴۹

شریف جیولرز اقصیٰ روڈ ربوہ
فون
دکان :- ۶۴۹
رہائش :- ۸۴۱

انگریزی ادویات اور ٹیکہ جات کا مرکز
کنٹرول ریٹ پر اور بارعایت
بہتر تشخیص : مناسب علاج
کریم میڈیکل ہال
فون ۳۳۱۳۴
گول امین پور بازار ۔ فیصل آباد

نئی صدی کی محراب گزرنے کا حق ادا کرنے کیلئے
اپنے بچوں کی صحیح رنگ میں تعلیم و تربیت کیجئے

الرّحیم
جیولرز
خورشید کلاتھ مارکیٹ
حیدری نارتھ ناظم آباد کراچی
فون: 626280 - 629443

کیوریٹو ادویات حیوانات

برائے سرکن ، اپھارہ ، ٹک ، سوزش پستان ، زہرباد ، تھنوں میں ناڑ وغیرہ پیدا ہونا گل گھوٹو (خناق) فالج ، منہ کھر وغیرہ۔ مندرجہ ذیل سٹاکسٹس سے کمپنی کے مقررہ نرخ پر حاصل کریں

(ویٹرنری ڈاکٹرز فری سمپلز و لٹریچر براہ راست کمپنی سے طلب فرمائیں)

۱	لاہور	پاکستان میڈیکوز	لوئر مال
۲	فیصل آباد	میاں شادی میڈیسن کمپنی	گول چنیوٹ بازار
۳	کراچی	شہزاد میڈیکل سٹور	بھینس کالونی روڈ ۵ لانڈھی
۴	ملتان	ذکریا میڈیکل سٹور	بیرون لوہاری گیٹ
۵	سیالکوٹ	الرحمٰن ہومیوپیتھک دواخانہ	بالمقابل مغل سینما ڈسکہ روڈ
۶	راولپنڈی	شبیر میڈیکوز	بالمقابل کنٹونمنٹ ہسپتال صدر
۷	مردان	ہومیو ڈاکٹر غلام جیلانی	نزد گولڈن سینما

کیوریٹو میڈیسن کمپنی (ڈاکٹر راجہ ہومیو)
فون ۷۷۱ ، ۶۰۶
۶۰۷
ہیڈ آفس ربوہ

نرینہ اولاد سے محروم ۔ بے اولاد
اٹھراء ۔ سوکھا ۔ گرمی ۔ گیس
کا
علاج کرنے والے

۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
انچارج حکیم عبدالحمید اعوان
ابن
حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ ۔ پوسٹ بکس ۱۹۰ ۔ فون ۰۴۳۱ ـــــ ۷۴۸۴۴ / ۷۶۴۹۷

برانچیں
ربوہ : اقصیٰ چوک نزد لیٹر بکس
ملتان : نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ
چوک قلعہ کالروالہ : تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
کراچی : محمود آباد ۳ نزد شبینہ ڈاکخانہ

خواتین کیلئے انتظام کیساتھ